شمارہ 10 جلد 1
اپریل 2021ء رمضان 1442ھ

ایڈیٹر حافظ محمد فہیم علوی

پاکستان کے کسی بھی جریدے کیلئے
عالم اسلام کے مایہ ناز مفکر، مصنف،
عالم دین، سکالر اور داعی
مولانا
وحید الدین خان
(نئی دہلی، انڈیا)
کے ساتھ پہلا
آن لائن انٹرویو

T	F	S	S	M	T	W	T	F	S	S	M	T	W	T	F
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	
	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30

0333-6505617
0300-6505603
hafizfaheem1976@ gmail.com

پاکستان کے کسی بھی جریدے کے لیے عالم اسلام کے مایہ ناز مفکر، مصنف عالم دین اور سکالر

مولانا وحید الدین خان

(نئی دہلی، انڈیا)

کے ساتھ پہلا آن لائن انٹرویو

حافظ محمد فہیم

زمانہ طالب علمی میں مولانا کی کتابوں سے تعارف ہوا۔ ''راز حیات'' اور ''اللہ اکبر'' سبقاً سبقاً پڑھیں۔ کوئی بھی طالب علم یا پڑھا لکھا شخص ایسا نہیں ہے، جس نے مولانا وحید الدین خان کی کوئی تحریر نہ پڑھی ہو یا ان کا نام نہ سنا ہو۔ قارئین ایک عرصہ سے ماہنامہ ''صراط مستقیم انٹرنیشنل'' میں مولانا کی تحریروں کا گاہے گاہے مطالعہ کر رہے ہیں۔

مولانا وحید الدین خان، جنہیں ''اے گریٹ سائنٹیفک سینٹ آف مسلم ورلڈ'' بھی کہا جاتا ہے۔ مولانا ایک زود نویس قلمکار، اخاذ ذہن کے حامل، بہترین مفکر اور خلیق وملنسار ہیں، ولادت یکم جنوری 1925ء کی ہے، اس لحاظ سے اس وقت 96 سال کے ہیں اس کے باوجود نا تو مولانا کی سماعت میں نقص ہے اور نا جسم میں لاغری ونقاہت، عمر کے اعتبار سے یقیناً خدوخال کی ساخت میں تبدیلی ہوئی ہے، لیکن ذہن وہی، فکر وہی، انداز گفتگو وہی ہے۔ اُنہوں نے اِبتدائی تعلیم مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ میں حاصل کی۔ 1956ء میں جماعت اسلامی ہند کے مرکزی شعبہ تصنیف سے وابستہ ہوئے اس کے سات سال بعد 1963ء میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں قیام رہا۔ 1967ء میں نئی دہلی آ گئے اور ہفت روزہ ''الجمعیۃ'' کے مدیر کے طور پر کام شروع کیا جو کہ 1974ء تک جاری رہا پھر مولانا نے اکتوبر 1976ء سے ایک ماہنامہ ''الرسالہ'' کے نام سے شائع کرنا شروع کیا جو تا حال مولانا کے افکار و نظریات اعلیٰ پیمانہ پر پھیلا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا نے کم وبیش دو سو کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جو اُردو، عربی، اور انگریزی زبان میں ہیں۔ اُن کی تحریروں میں مکالمہ بین المذاہب، اَمن کا بہت زیادہ ذکر ملتا ہے اور اس میں وعظ وتذکیر کا پہلو بھی نمایاں طور پر موجود ہوتا ہے۔ مولانا کو من جانب اللہ، رسا ذہن اور سوچ بچار کی اعلیٰ صلاحیت ملی ہے، چھوٹے موٹے واقعات سے مولانا بڑے اہم نکتے اخذ کر لیتے ہیں۔

شروع شروع میں مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے متاثر ہو کر 1949ء میں جماعت اسلامی ہند میں شامل ہو گئے،

آپ کی تحریریں بلا تفریق مذہب ونسل مطالعہ کی جاتی ہیں۔ خان صاحب، پانچ زبانیں جانتے ہیں، (اردو، ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی) ان زبانوں میں لکھتے اور بیان بھی دیتے ہیں، ٹی وی چینلوں میں آپ کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ مولانا وحید الدین خاں، عام طور پر دانشور طبقہ میں امن پسند مانے جاتے ہیں۔ ان کا مشن ہے مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔ اسلام کے متعلق غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کرنا۔ مسلمانوں میں مدعو قوم (غیر مسلموں) کی ایذا و تکلیف پر یک طرفہ طور پر صبر اور اعراض کی تعلیم کو عام کرنا ہے جو ان کی رائے میں دعوت دین کے لیے ضروری ہے۔ ہم نے مولانا کے ساتھ، اپنے دوست طارق بدر (پاکستان) اور فرہاد سلفی (انڈیا) کے تعاون سے ایک آن لائن نشست کا اہتمام کیا۔ ادارہ دونوں احباب کی شفقت اور تعاون پر اُن کا بے حد ممنون ہے۔

سوال: آپ کا خاندانی پس منظر جاننا چاہیں گے؟

جواب: میری پیدائش سرکاری ریکارڈ کے مطابق، یکم جنوری 1925ء کو اعظم گڑھ (اتر پردیش) کے ایک گاؤں بڈھریا میں ہوئی۔ میرے جد اعلیٰ کا نام حسن خاں تھا۔ وہ ریاست سوات (swat) کے رہنے والے تھے۔ سوات چترال میں واقع ہے۔ جو اُس زمانہ میں افغانستان کا حصہ تھا۔ اب یہ پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ حسن خاں کے ایک اور بھائی تھے، جن کا نام حسین خاں تھا۔ دونوں بھائیوں کے درمیان کسی بات پر نزاع پیدا ہو گیا۔ چنانچہ حسن خاں اپنے بھائی حسین خاں سے نہ صرف علیحدہ ہو گئے، بلکہ انہوں نے سوات سے ہجرت بھی کر ڈالی اور انڈیا کے ایک صوبہ اتر پردیش کے علاقے جون پور میں پہنچ گئے۔ اس وقت یہاں سلطان خاں کی حکومت تھی۔ پہلے ہمارا خاندان جون پور میں بسا، پھر کچھ لوگ اعظم گڑھ کے علاقے میں جا کر بس گئے۔ یہیں میری پیدائش ہوئی۔

سوال: اپنے تعلیمی مراحل کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

جواب: بچپن میں میرا حال یہ تھا کہ اکثر میں گھر سے نکل کر کھیتوں اور باغوں کی طرف چلا جاتا تھا۔ گاؤں کی ندی پر ایک پل تھا۔ میں وہاں جا کر بیٹھ جاتا اور دیر تک دریا کی روانی اور کائنات کے مناظر کو دیکھتا رہتا۔ فطرت کو دیکھنا میرا پسندیدہ کام تھا۔ کچھ شعور ہوا تو ابتدائی تعلیم گاؤں کے ایک مکتب میں شروع ہوئی۔ اس کے بعد 1938ء میں عربی تعلیم کے لیے میں نے مدرسۃ الاصلاح (سرائے میر، اعظم گڑھ) میں داخلہ لیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد جب میں نے دیکھا کہ میں سماج میں اجنبی ہوں، یعنی میری تعلیم اس لائق نہیں جو مجھے موجودہ سماج میں مفید بنا سکے تو میں نے دوبارہ تفاسیر وحدیث وغیرہ کا مطالعہ کیا، انگریزی زبان سیکھی، پھر سیکولر علوم اور سائنس وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ اس طرح میں نے زمانی شعور حاصل کیا اور پورے یقین کے ساتھ اسلام کو از سرنو دریافت کیا۔

سوال: قرآن مجید کو سمجھنے کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

جواب: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے دو بنیادی اصول ہیں۔ پہلا: ڈی کنڈیشنڈ مائنڈ کے ساتھ قرآن میں تدبر کرنا، دوسرا: تقویٰ کے ساتھ اللہ سے دعا کرنا۔

سوال: کھانے اور پہننے میں کیا پسند ہے؟

جواب: لائف اسٹائل کے معاملے میں میرا اصول یہ ہے، سادہ زندگی، اونچی سوچ

simple living, high thinking

سوال: ہندوستان میں اسلام کی دعوت اور اس پر عمل کتنا دشوار ہے؟

جواب: آج کے دور میں کسی بھی ملک میں دعوت کا کام مشکل نہیں ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ پُر امن انداز میں حکمت کے ساتھ دعوت کا کام کیا جائے۔

سوال: مدارس دینیہ کے طلبہ کو آپ کیا نصیحت کرنا پسند کریں گے؟

جواب: انہوں نے کہا عام طور سے طلبائے مدارس اپنا کوئی ہدف متعین نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ پراگندگی کا شکار رہتے ہیں، اس لئے انہیں سب سے پہلے اپنا مقصد متعین کرنا چاہئے پھر اس کے لئے متواصل جدوجہد کرنی چاہئے تبھی وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

سوال: ایک داعی کو کن اَوصاف سے متصف ہونا چاہیے؟

جواب: داعی کے دل میں مدعو کے لیے مکمل طور پر خیر خواہی (نصح) کا جذبہ ہونا چاہیے۔ مدعو کی کوئی بھی اشتعال انگیز بات، داعی کے خیر خواہی کے جذبے کو ختم نہ کرے۔

سوال: مسلمانوں کے رویے میں وہ کون سی جوہری تبدیلی ہے، جسے لانے کے آپ خواہش مند ہیں؟

جواب: میں نے مسلمانوں کو ہمیشہ یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ حقوق طلبی کی مہم ترک کریں اور لوگوں کے لیے نافع

(giver) بن کر زندگی گزاریں۔ حدیث کے الفاظ میں، وہ اَلْیَدُ الْعُلْیَا بنیں۔ اَلْیَدُ السُّفْلیٰ نہیں (بخاری، 1427) یعنی وہ دینے والا (giver) بنیں، نہ کہ لینے والا۔

سوال: غیر مسلم کس کس رکاوٹ کی وجہ سے نعمت اسلام سے محروم ہیں؟

جواب: دعوت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمان ہیں۔ مسلم مفکرین کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے سیاسی میدان میں مغلوب ہونے کی وجہ سے جدید فکر یا جدید تہذیب کو اسلام کا مخالف سمجھ لیا۔ اس بنا پر ان کے اور جدید ذہن کے درمیان غیر ضروری ٹکراؤ پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں دعوت کا کام نارمل انداز میں جاری نہیں ہے۔ میری ان کو نصیحت ہے کہ وہ جدید فکر کے خلاف اپنی منفی مہم بند کر دیں۔ اس کے بعد غیر مسلموں کے درمیان دعوت کا کام بالکل فطری انداز میں جاری ہو جائے گا۔

سوال: فرقہ وارانہ تشدد (مذہبی، مسلکی، سیاسی، لسانی وغیرہ) کے اسباب کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: مسلمانوں میں اختلاف کو مینج کرنے کا فقدان ہے۔ اختلاف (difference) کے معاملے میں ہمیشہ دو طریقے ہوتے ہیں، غلو کا طریقہ اور رواداری کا طریقہ۔ غلو کا طریقہ یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ مختلف مسالک فکر کے درمیان ایک ہی طریقہ صحیح ہے، دوسرے تمام طریقے غلط ہیں، ان کو ختم ہو جانا چاہیے۔ اس کے برعکس، دوسرا طریقہ رواداری یا وسعتِ نظری کا طریقہ ہے، یعنی یہ سمجھنا کہ جو اختلاف ہے، وہ تنوع (diversity) کا معاملہ ہے۔ جس کا عملی فارمولا اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے، ایک کی پیروی، سب کا احترام:

follow one, respect all

سوال: ماہنامہ ''الرسالہ'' کا اجراء کرتے وقت آپ کے پیش نظر مقاصد کیا تھے؟

جواب: ''الرسالہ'' نامی ایک ماہ نامہ جو اردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا جاتا ہے۔ ''الرسالہ'' (اردو) کا مقصد مسلمانوں کی اصلاح اور ذہنی تعمیر ہے اور ''الرسالہ'' (انگریزی) کا خاص مقصد اسلام کی دعوت کو عام انسانوں تک پہنچانا ہے، دور جدید میں ''الرسالہ'' کی تحریک، ایک ایسی اسلامی تحریک ہے جو مسلمانوں کو منفی کارروائیوں سے بچ کر مثبت راہ پر ڈالنے کی کوششیں جاری رکھی ہوئی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ "1976ء میں ''الرسالہ'' کے اجراء کے بعد سے جو کام میں کر رہا ہوں، اس کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ میں مسلمانوں کو یہ سبق دے رہا ہوں کہ وہ منفی سوچ سے اوپر اٹھیں اور مثبت سوچ کا طریقہ اختیار کریں۔"

''الرسالہ'' کا انگریزی ایڈیشن محترمہ ڈاکٹر فریدہ خانم (دختر، مولانا وحیدالدین خان)، کی تنہا کوششوں سے 1984ء میں جاری ہوا اور اب تک جاری ہے، مولانا کی اردو کتب کے جو انگریزی ترجمے شائع ہوئے ہیں وہ تمام تر ڈاکٹر فریدہ خانم کی تنہا کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سوال: فرقہ وارانہ تشدد کی فضا کو ختم کرنے کے لیے کون کیا کردار ادا کرے؟

جواب: نفرت کی فضا کو ختم کرنے کا صرف ایک اصول ہے، یک طرفہ طور پر صلح کر لینا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا۔

سوال: پوری دنیا میں ''مسلمان ہی مظلوم'' کیوں ہیں؟

جواب: مسلمان مظلوم نہیں ہیں، وہ اپنی غیر حکیمانہ پلاننگ کی قیمت ادا کر رہے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے عمل کی پریکٹیکل وزڈم کی بنیاد پر ری پلاننگ کریں۔

سوال: دینی مدارس کی اصلاح کیلئے کیا تجاویز دیں گے؟

جواب: حدیث کے الفاظ میں، وہ بصیر زمانہ بنیں (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر 361)۔ بصیر زمانہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل مدارس زمانے کے مطابق، اپنے عمل کی درست منصوبہ بندی (right planning) کریں۔ زمانے سے باخبری کے بغیر اسلامی عمل کی درست منصوبہ بندی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس بنا پر اہل مدارس کو یہ کوشش کرنا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات سے پوری طرح باخبر ہوں، ورنہ ان کی سرگرمیاں بے نتیجہ ہو کر رہ جائیں گی۔ مثلاً: ہم ایسے زمانہ میں ہیں جو امن کا زمانہ ہے۔ ایسے زمانے میں صرف پرامن منصوبہ بندی نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی آج کے زمانے سے بے خبر ہو، اور وہ امن کے زمانے میں جنگ کی تیاری کرے، اور پھر اپنے زمانے کے لوگوں کے خلاف لڑائی چھیڑ دے تو بلاشبہ اس کا منصوبہ غلط ہو جائے گا۔ اپنے جان و مال کو قربان کرنے کے باوجود وہ کوئی مثبت نتیجہ

مولانا کی تصانیف

خاں صاحب نے عصری اسلوب میں 200 سے زائد اسلامی کتب تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے چند قابل ذکر تصانیف یہ ہیں۔

☆ تذکیر القرآن ☆ اللہ اکبر ☆ الاسلام ☆ الربانیہ ☆ حقیقت حج (اردو اور عربی) ☆ پیغمبر انقلاب ☆ راز حیات ☆ مذہب اور سائنس ☆ مذہب اور جدید چیلنج ☆ ہند، پاک ڈائری (2006) ☆ اسلام دور جدید کا خالق ☆ عقلیات اسلام ☆ علما اور دور جدید ☆ تجدید دین ☆ سفرنامہ غیر ملکی اسفار جلد اول ☆ سفرنامہ غیر ملکی اسفار، جلد دوم ☆ سفرنامہ اسپین و فلسطین ☆ اسفار ہند ☆ خلیج ڈائری ☆ ڈائری جلد اول (1983-1984) ☆ ڈائری (1989-1990) ☆ ڈائری (1991-1992) ☆ فسادات کا مسئلہ ☆ سوشلزم اور اسلام ☆ مطالعہ قرآن ☆ تعبیر کی غلطی ☆ دین کی سیاسی تعبیر ☆ اظہار دین ☆ عربی کتب و تراجم ترمیم ☆ القضیہ الکبریٰ ☆ قضیہ البعث الاسلامیہ ☆ واقعنا و مستقبلنا فی ضوء الاسلام ☆ الاسلام یتحدی ☆ من نحن ☆ علیھم بسنتہ ☆ اِمھانات جدیدہ للدعوہ الاسلامي ☆ التفسیر السیاسہ للدین ☆ تاریخ الدعوہ اِلی الاسلام ☆ خطأ في التفسیر ☆ ماساہ ربلاء الحسن والحسین

نوٹ: الاسلام یتحدی: (مذہب اور جدید چیلنج) پانچ عرب ملکوں: (قطر، قاہرہ، طرابلس، خرطوم اور تیونس) کی جامعات میں داخل نصاب ہے۔

Islam and peace*In search of God * An Islamic Treasury of Virtues * The Moral Vision * Muhammad A Prophet for All Humanity Principles of Islam* Prophet Muhammad :Simple Guide to His Life The Quran for All Humanity * The Quran : An Aiding Wonder * Religion and Science * Simple Wisdom(HB * Simple Wisdom (PB * The True jihad* A Treasury of the Quran* Woman Between Islam and *Western SocietyWoman in Islamic hari'ah * The Ideology of Peace*Indian Muslim*Introducing Islam*Islam :Creator of the Modern Age Islam :The Voice of Human Nature*Islam Rediscovered*Words of the Prophet Muhammad*God Arises*The call of theQur'an*Building a Strong nd Prosperous India and Role of Muslim Islam As It Is

اوراقِ حیات: مولانا وحیدالدین خاں کی خودنوشت تحریروں پر مبنی سوانح عمری ''اوراق حیات'' شائع ہوگئی ہے، جو ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو اردو زبان کے معروف سوانح نگار شاہ عمران حسن نے دس سال کی طویل محنت کے بعد مرتب کیا ہے۔ اس جاں گسل کام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا وحیدالدین خاں نے ایک بار کہا کہ جو کام میں پوری زندگی میں نہ کر سکا، اسے شاہ عمران حسن صاحب نے کیا ہے۔

(positive result) حاصل نہ کر سکے گا۔ مدارس کے تعلق سے مزید تفصیل میری کتاب ''علما اور دورِ جدید''، اور ''دین وشریعت'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال: آپ بصیر زمانہ بننے پر بہت زور دیتے ہیں، کیا آپ سے پہلے کسی عالم نے ایسا کہا ہے؟

جواب: قدیم علما کے یہاں اس کی مثالیں ملتی ہے۔ مثلاً: وہب بن منبہ (وفات 114ھ) نے کہا ہے کہ آل داؤد کی حکمتوں میں ایک یہ ہے حَقٌّ عَلَى الْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ عَارِفًا بِزَمَانِهِ (الصمت وآداب اللسان لابن أبي الدنيا، اثر نمبر 31) یعنی عقل مند (wise person) پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے سے باخبر ہو۔ اسی طرح ابن الحاجب الکردي المالکي (وفات 646ھ) کا قول ہے وَمِنْ شِيَمِ الْعَالِمِ أَنْ يَكُونَ عَارِفاً بِزَمَانِهِ (جامع الامهات لابن الحاجب، صفحہ 575) یعنی عالم کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے زمانے سے باخبر ہو۔ یہی بات ابن عبدالبر (وفات 463ھ) نے بھی اپنی کتاب الكافي في فقه أهل المدينة (جلد 2، صفحہ 1132) میں لکھی ہے۔ ابن کثیر (وفات 774ھ) نے اپنے استاد برھان الدین الفزاري کے بارے میں لکھا ہے عَارِفًا بِزَمَانِهِ (البداية والنهاية، جلد 14، صفحہ 167) یعنی وہ اپنے زمانے سے باخبر عالم تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درالمختار میں اس تعلق سے ایک بامعنی قول ان الفاظ میں آیا ہے مَنْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِأَهْلِ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ (جو اپنے زمانے کا عالم نہ ہو، وہ جاہل ہے) ابن عابدین (وفات 1889) نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں لکھا ہے وَمَنْ لَمْ يَدْرِ بِعُرْفِ أَهْلِ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ (الرد المختار، جلد 3، صفحہ 724) یعنی جو اپنے زمانے والوں کے ٹریڈیشن سے بے خبر ہو، وہ جاہل ہے۔ تو میں نے جو بات کہی ہے، وہ کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ میں نے جدید اسلوب میں وہی بات دہرائی ہے، جو قدیم علما کہتے رہے ہیں۔

سوال: 96 سالہ زندگی کے تجربات کی روشنی میں ہم جاننا چاہیں گے کہ ایک فرد کو کن اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے؟

جواب: مسائل کو نظر انداز کرنا اور مواقع کو دریافت کرکے منصوبہ بند طریقے سے اُن سے فائدہ اٹھانا، یہی قابل عمل اصول ہے، جس کا اطلاق کوئی بھی شخص اپنی زندگی میں کسی بھی وقت کرسکتا ہے۔

سوال: کبھی پاکستان کا دورہ کیا، اگر نہیں تو کیا خواہش ہے؟

جواب: میں نے پاکستان کا تین بار سفر کیا ہے۔ ان میں ایک سفر تقسیم سے پہلے 1945ء میں ہوا تھا۔ اس کے بعد دوسرا سفر 1971 میں ہوا، پھر تیسرا سفر 1985 میں ہوا۔ ان کی تفصیل میری کتاب سفرنامہ غیر ملکی اسفار جلد اول میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً میں پاکستان کے تعلق سے مضامین بھی لکھتا رہا ہوں۔ اس وقت ہمارے مشن سے تعلق رکھنے والی ایک ٹیم بھی پاکستان میں موجود ہے، جو وہاں ہمارے دعوتی مشن کو یکسوئی کے ساتھ آگے بڑھا رہی ہے۔

سوال: اُمت مسلمہ کو نشاۃ ثانیہ کے سفر میں کس مرحلہ میں دیکھتے ہیں؟

جواب: مسلم مفکرین یہ سمجھتے ہیں کہ جدید فکر (modern thought) ان کے خلاف ایک چیلنج ہے۔ مگر بہ غور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس چیز کو جدید فکر کہا جاتا ہے وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے اسلام مخالف نہیں ہے، وہ عین موافق اسلام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جدید ذہن اور جدید تہذیب پوری کی پوری اسلام کے موافق ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے دیکھیے تو اسلام اور جدید فکر میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ فکر جدید کو بدلنے کا نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کی سوچ کو بدلنے کا ہے۔ اس کے بعد کوئی مسئلہ باقی نہیں رہے گا۔ مسلمانوں کا مزاج ہے ہر نئی چیز کے خلاف ہوجانا۔ مثلاً جب کلونیلزم کا دور آیا تو وہ اس کے خلاف ہوگئے۔ اسی مزاج نے اصل مسئلہ پیدا کیا ہے۔ اس ذہنیت کو بدلنا ہے۔

سوال: امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا وقار اور مقام کیسے حاصل کرسکتی ہے؟

جواب: ان کو پانچ نکاتی فارمولا اختیار کرنا چاہیے۔ وہ پانچ نکات یہ ہیں۔

(1) معرفتِ خداوندی (realization of God) (2) مثبت سوچ (positive thinking) (3) دعوت الی اللہ (4) نفرت (hate) کا کلی خاتمہ، منفی سوچ کا کلی خاتمہ، مغرب کو اسلام کا دشمن سمجھنے کے بجائے، اس کو اسلام مؤید سمجھنا۔ (5) سیاسی اہداف کے بجائے، آخرت رخی زندگی کو اپنا ہدف بنانا۔

سوال: اہل پاکستان کے نام، محبت بھرا پیغام؟

جواب: وہ قرآن کی اس آیت کو اپنے لیے رہنما آیت کی حیثیت سے اختیار کرلیں: وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ''بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں، تم جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر ہو پھر تم دیکھو گے کہ تم میں اور جس میں دشمنی تھی، وہ ایسا ہوگیا جیسے کوئی دوست قرابت والا۔'' (حم سجدہ:34)

اس آیت کے مطابق، کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا ابدی دشمن نہیں ہے، پیدائشی طور پر ہر انسان امکانی دوست (potential friend) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اس معاملے میں اہل پاکستان کی منصوبہ بندی یہ ہونی چاہیے کہ وہ بالقوۃ (potential) دوست کو، قرآن کی رہنمائی کے مطابق، بالفعل (actual) دوست بنانے کا طریقہ اختیار کرے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (وفات 1810) اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں: ''نیکیاں سب ایک درجہ کی نہیں ہوتی ہیں، اسی طرح برائی کے مراتب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی دشمن کوئی بدی کرے تو اس کے مقابلہ میں بہترین اعلیٰ درجہ کی نیکی سے کام کیا جائے۔ مثلاً: کسی نے اگر تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہو تو درگزر کرنا چاہیے۔ لیکن اگر برائی کے بدلے دشمن سے بہترین سلوک کیا جائے تو یہ احسن ہے۔'' (تفسیر المظہری، جلد 8، صفحہ 296)

(مولانا وحیدالدین خاں کے ادارے کی تمام سرگرمیوں سے آگاہی کے لیے وزٹ کیجیے)

www.cpsglobal.org

اعزازات

☆ ڈیمورگس بین الاقوامی اعزاز، جو گوربہ چیف کے ہاتھوں دیا گیا۔ ☆ پدما بھوشن ☆ قومی یکجہتی اعزاز (بھارت) ☆ کمیونل ہارمونی اعزاز (بھارت حکومت) ☆ دیوالی بن موہنلال مہتا اعزاز ☆ اردو اکاڈمی ایوارڈ ☆ قومی اتحاد اعزاز (بھارت حکومت) ☆ دہلی اعزاز (دہلی حکومت) ☆ ارونا آصف علی، بھائی چارگی اعزاز ☆ قومی شہری اعزاز (بھارت حکومت) ☆ سیرت بین الاقوامی اعزاز ☆ 12 مئی، 1989ء میں حکومت پاکستان نے مولانا کی کتاب، پیغمبر انقلاب (انگریزی) پر پہلا بین الاقوامی انعام دیا۔

خان صاحب کہتے ہیں ''میری پوری زندگی پڑھنے، سوچنے اور مشاہدہ کرنے میں گزری ہے۔ فطرت کا بھی اور انسانی تاریخ کا بھی۔ مجھے کوئی شخص تفکیری حیوان کہہ سکتا ہے۔ میری اس تفکیری زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جو ''الرسالہ'' یا کتب میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اس کا دوسرا، نسبتاً غیر منظم حصہ ڈائریوں کے صفحات میں اکھٹا ہوتا رہا ہے۔ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ میری تمام تحریریں حقیقتاً میری ڈائری کے صفحات ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ لمبی تحریروں نے مضمون یا کتاب کی صورت اختیار کرلی۔ اور چھوٹی تحریریں، ڈائریوں کا جزء بن گئیں۔''